رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — Regd. No. L 5254

اِنَّ الفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

خطبہ جمعہ ۲۷ — فی پرچہ ۱ار

یوم سہ شنبہ — ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹ | ۶ وفا ۱۳۳۴ ہش * ۶ جولائی ۱۹۵۵ء | نمبر ۱۶۰

یورپ کے مبلغین اسلام کی پانچویں سالانہ کانفرنس ۲۲ تا ۲۴ جولائی کو بمقام لنڈن منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کی صدارت فرمائیں گے

زیورچ سے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ سوئیٹزرلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک اطلاع دیتے ہیں کہ:
جماعت احمدیہ کے یورپین مشنز کی پانچویں سالانہ کانفرنس مورخہ ۲۲ تا ۲۴ جولائی کو لنڈن میں منعقد ہوگی امید ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ بنفس نفیس اس کانفرنس کی صدارت فرمائیں گے: انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کانفرنس میں سوئٹزرلینڈ۔ جرمنی ہالینڈ۔ سپین۔ اٹلی۔ برطانیہ شمالی امریکہ ٹرینیڈاد اور نائیجیریا کے احمدی مبلغین شامل ہوں گے۔ اور یورپ میں اسلام کی تبلیغ کو وسعت اور ترقی دینے کے ذرائع پر غور کیا جائے گا۔

الجزائر میں فرانسیسی طیاروں کی بمباری

الجزائر ۴ر جولائی۔ آج فرانسیسی فضائیہ کے طیاروں نے فرقان کے شمال میں قوم پرستوں کی کمین گاہوں پر بمباری کی۔ قوم پرستوں کے جانی نقصان کے متعلق ابھی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ البتہ وہ اسلحہ کا بہت بڑا ذخیرہ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔

فرانسیسی طیاروں نے یہ کارروائی اپنی اس فوج کا ہاتھ بٹانے کے لئے کی۔ جو قوم پرستوں کی تلاش کر رہی ہے۔ اس بمباری میں ایک فرانسیسی فوجی زخمی ہوا۔ دریں اثنا قوم پرستوں کی سرگرمیاں برابر جاری ہیں۔ اور آج پھر حفاظتی پولیس نے دو سو قوم پرستوں کو گرفتار کیا۔

مشرقی پنجاب کی پولیس نے اکالی تحریک کے سلسلے میں اہم دستاویزات پر قبضہ کر لیا

امرتسر ۴ر جولائی۔ مشرقی پنجاب پولیس نے اکالی دل کے دفتر گوردوارہ پربندھک کمیٹی دربار صاحب کمیٹی اور گوردوارہ داس سرائے بیرون دربار صاحب پر چھاپہ مار کر ۲۲۷ اکالیوں کو گرفتار کیا۔

یہ گرفتاریاں پنجابی صوبہ کے نعرہ پر پابندی کے خلاف اکالیوں کی تحریک کے سلسلہ میں کی گئیں۔ چھاپہ مارنے والی پارٹی کی قیادت مشرقی پنجاب کے ڈی۔ آئی۔ جی پولیس کر رہے تھے پولیس نے اس سلسلہ میں اہم دستاویزات پر بھی قبضہ کیا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سہ پہر کے ایک اعلان میں کہا ہے۔ کہ شہر میں اعتماد بحال کرنے کے لئے فوج گشت کرے گی۔

* دمشق ۵ جولائی شامی اسمبلی نے تمام پارٹیوں کے سولہ افراد کا ایک وفد منتخب کیا ہے جو روس کا دورہ کرے گا۔

ڈاک خانوں سے روپیہ نکلوانے کا طریقہ

کراچی ۴ر جولائی۔ ڈاکخانوں میں روپیہ جمع کرانے والے اب انفرادی اور مشترکہ طور پر روپیہ نکلوا سکتے ہیں۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ایک سانجھا حساب کھولنے والوں میں سے کوئی ایک شخص اب روپیہ نکلوا سکتا ہے۔ بشرطیکہ روپیہ جمع کراتے وقت اصحاب نے تحریری طور پر وضاحت کر دی ہو۔ البتہ اس بات کی تصدیق ضروری ہوگی دوسرا حصہ دار زندہ ہے اور اس کے ہوش و حواس قائم ہیں۔ ۔ءم

ءم۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے دونوں کے دستخطوں سے روپیہ نکلوایا جا سکتا تھا۔ اس حکم پر فی الفور عمل ہوگا۔

مہاجرین کی آمد کا سلسلہ

کراچی ۵ جولائی۔ کھوکھراپار کے راستے مہاجرین کی آمد کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ ۲ جولائی کو ختم ہونے والے ہفتے کے دوران ۱۸۰۷ مزید مسلمان مہاجرین اس راستے سے مغربی پاکستان میں داخل ہوئے ۱۵ فروری ۱۹۵۰ء کے بعد اس راستے سے آنے والے مہاجرین کی تعداد ۵۷۹۵۵۷ تک پہنچ چکی ہے۔

عازمین حج کا پہلا طیارہ جدہ پہنچ گیا

کراچی ۵ جولائی۔ پی آئی اے کے ایک ترجمان سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کا پہلا جہاز آج کراچی سے ۵۸ عازمین حج کو لے کر جدہ پہنچ گیا۔

ترکی سٹرلنگ علاقہ میں شامل ہو جائیگا

لندن ۴ر جولائی۔ انقرہ ریڈیو کی اطلاع ہے۔ کہ ترکی نے سٹرلنگ علاقہ میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت ترکیہ نے یہ فیصلہ اقتصادی استحکام اور تجارت کو فروغ دینے کی غرض سے کیا ہے

دستوریہ کے پہلے سیشن کے صدر میاں مشتاق احمد گورمانی ہوں گے

کراچی ۴ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مری میں مجلس دستور ساز کے پہلے اجلاس کی صدارت میاں مشتاق احمد گورمانی کریں گے۔ آپ اس وقت تک مجلس دستور ساز کے اجلاسوں کی صدارت کریں گے جب تک مجلس دستور ساز کا مستقل صدر منتخب نہیں ہو جاتا۔
توقع ہے کہ پہلا سیشن تین چار دن کے اندر ہی ختم ہو جائے گا۔

ڈھاکہ میں چیف سکرٹریوں کی کانفرنس

ڈھاکہ ۵ جولائی مشرقی بنگال۔ مغربی آسام۔ اور ریاست تری پورہ کے چیف سکرٹریوں کی سالانہ کانفرنس یہاں شروع ہوئی جس میں متعلقہ مشترکہ امور پر غور کیا گیا۔

ہائی کورٹ نے جماعت احمدیہ کے خلاف ریمارکس حذف کر دیئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ [illegible] پر گزشتہ سال جو قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا اس کے سلسلے میں چوہدری محمد اسحٰق صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے بمقدمہ سرکار بنام عبدالحمید زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات پاکستان اپنے فیصلہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف بھی ریمارکس دیئے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ جماعت احمدیہ کی درخواست پر ہائی کورٹ نے یہ ریمارکس حذف کئے جانے کا حکم صادر کر دیا ہے۔ اب یہ ریمارکس فیصلہ کا جزو نہیں ہے

پاکستان کی آئندہ صنعتی نمائش لاہور میں ہوگی

لاہور ۵ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پاکستان کا صنعتی میلہ آئندہ ستمبر میں شروع ہو رہا ہے۔ یہ میلہ [illegible] میں منعقد ہوگا۔ اور چھ ہفتوں تک جاری رہے گا۔ میلہ میں زراعت کا الگ شعبہ ہوگا۔ لیکن اس کی نوعیت "تدریسی" ہوگی۔ غیر ملکی زراعتی آلات کی بھی نمائش کی جائے گی۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ نمائش گذشتہ صنعتی میلہ کی نسبت بہت کامیاب رہے گی۔ اس کی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائیگا۔

افغانستان کے حکمرانوں کے خلاف کارروائی کی سکیم مکمل کر لی گئی

کراچی ۴ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ کابل کے حکمران ٹولہ کے خلاف حکومت پاکستان نے مناسب کارروائی کا منصوبہ مکمل کر لیا ہے۔ اس کارروائی میں افغانستان کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کرنے کی تجویز بھی شامل ہے۔

پاکستان کے دوسرے دوست ممالک ترکی۔ ایران اور عراق نے دونوں ملکوں میں مصالحت کرانے کی جو پیشکش کر رکھی ہے۔ وہ اب بھی قائم ہے لیکن سعودی عرب کے شہزادہ مساعد بن عبدالرحمان اور مصر کے وزیر مملکت کرنل صادق کی ذاتی اور ضیاء کوششوں کے باوجود چونکہ افغان حکمران مصالحت پر آمادہ نہ ہو سکے۔ اسلئے مزید بات چیت کا امکان نہیں۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی — مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۶ جولائی ۱۹۵۵ء

انجمن اقوام متحدہ

ایک معاصر روزنامہ میں ایک مضمون نگار "نشیب و فراز" کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں :-

"اقوام متحدہ کے اغراض و مقاصد کی پہلی تین دفعات میں حسب ذیل باتیں کہی گئی ہیں :-

امن کے لاحق خطروں کی روک تھام اور تدارک کے لئے اور جنگ جویانہ اور دوسری امن شکن حرکتوں کے انسداد کے لئے اور پر امن ذریعوں سے انصاف اور بین الاقوامی تنازعوں یا دوسرے معاملوں کے سلجھانے یا تصفیہ کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کرے گی جن سے امن پر خلل کا اندیشہ ہو۔

لوگوں کے مساوی حقوق اور خود اختیاری کے اصولوں کے احترام کی بنا پر قوموں کے مابین دوستانہ تعلقات استوار کرے نسل جنس زبان یا مذہب کی تفریق سے علیحدہ ہو کر ہر فرد بشر کے انسانی حقوق اور بنیادی آزادی کی تقویت کے لئے بین الاقوامی اشتراک عمل اختیار کرے گی۔

ان اغراض و مقاصد کا عملی مظاہرہ کشمیر، فلسطین، الجزائر، مراکش، مصر، ایران اور جنوبی افریقہ میں کیا جا سکتا ہے۔ یہ سارے مسائل کمزور اور پسماندہ اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اقوام متحدہ ان کو حل کرنے سے یا تو دیدہ دانستہ گریز کرتی رہی۔ یا اس نے انہیں مزید الجھانے اور بگاڑنے میں خاطر خواہ حصہ لیا ہے۔ اور فلسطین کا مسئلہ تو خود اس کی انصاف پروری کی بدولت پیدا ہوا ہے"

(روزنامہ تسنیم ۳۰ جون ۱۹۵۵ء)

انجمن اقوام متحدہ میں وہی اقوام بارسوخ ہیں۔ جن کی وجہ سے اس وقت تمام دنیا میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ انجمن متحدہ کے اصول نہایت اچھے ہیں۔ ان پر اس حد تک عمل کرنا مشکل ہے۔ جہاں تک خود ان بارسوخ اقوام کے مفادات ان پسماندہ اقوام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جن کا ذکر فاضل مضمون نگار نے کیا ہے۔ یہ بڑی اقوام ان مسائل کو کس لئے بھی حل نہیں کرنا چاہتیں۔ کیونکہ وہ ایک دوسری کو ناراض نہیں کرنا چاہتیں۔

اس کے باوجود اقوام متحدہ کی انجمن کا وجود مفید ہے۔ کم سے کم اس انجمن میں ایسی باتوں کا ذکر تو آجاتا ہے۔ جو بین الاقوامی عدل و انصاف کے اصول سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور انجمن ایک ایسی سٹیج تو مہیا کرتی ہے۔ جہاں رکن اقوام بین الاقوامی تعلقات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر سکتی ہیں۔

اگر ان مسائل کو دیکھا جائے۔ جن کا ذکر فاضل مضمون نگار نے کیا ہے۔ تو عملی لحاظ سے ہم انجمن اقوام متحدہ کو نہ صرف ناکام بلکہ کسی حد تک خود ان مسائل کو پیدا کرنے والا کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ انجمن نے جہاں جہاں متارکہ جنگ کا طریق اختیار کر رکھا ہے۔ مثلاً فلسطین، کشمیر وغیرہ میں وہاں گو کسی حد تک امن قائم ہے۔ مگر بہت سے لوگ وطن سے بے وطن ہو کر سخت مصیبتوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور اگر انجمن نے جلد از جلد ان کے مسائل کو حل نہ کیا۔ تو یہ اس کی سخت کوتاہی سمجھی جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ انجمن اقوام متحدہ کا کچھ نہ کچھ اخلاقی اثر دنیا پر پڑا ہے۔ مگر وہ فعال جماعت اسی وقت بن سکتی ہے جب اس کو اپنے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کی قوت بھی حاصل ہو۔ اور بڑی اقوام اپنی من مانی نہ کر سکیں۔

بہر حال انجمن کا وجود نہ ہونے سے بہتر ضرور ہے اور اگر مختلف بڑی اقوام دوسروں کی لوٹ کھسوٹ کی حرص کو قابو میں لے آئیں تو یہ انجمن واقعی دنیا کے لئے ایک رحمت ثابت ہو سکتی ہے۔ ابھی تک جو اس نے کیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ مختلف اقوام کی زبانوں پر بین الاقوامی عدل و انصاف اور امن کی باتوں کو جاری کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی دن یہ باتیں زبانوں سے بڑھ کر دلوں تک اتر جائیں۔ اور کم سے کم کچھ عرصہ کے لئے تمام دنیا امن کی آماجگاہ بن جائے۔

نقاب اٹھ جانے کے بعد

ذیل کا مضمون "نوائے وقت لاہور ۲ جولائی ۱۹۵۵ء" سے بلا تبصرہ درج کیا جاتا ہے۔

"جماعت اسلامی اور مجلس عمل اور مجلس احرار کے راہنماؤں کے درمیان جو لڑائی چند روز سے جاری تھی۔ اب مولانا ابو الاعلیٰ مودودی بھی اس میں کود پڑے ہیں۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے لائل پور میں ایک تقریر کرتے ہوئے مودودی صاحب پر بزدلی منافقت اور دروغگوئی کے الزامات عائد کئے تھے اور یہ کہا تھا کہ جماعت اسلامی تحریک ختم نبوت میں برابر شریک رہی۔ اور مولانا مودودی اس تحریک سے پیدا شدہ نتائج کی ذمہ داری سے انکار نہیں کر سکتے مگر جب بعد میں حالات نامساعد صورت اختیار کر گئے۔ تو جماعت اسلامی نے پینترا بدل لیا اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہم تو تحریک سے الگ ہو گئے تھے۔

مولانا مودودی نے بخاری صاحب کے اس الزام کا جواب دیتے ہوئے یہ کہا ہے۔ کہ میں شروع سے ہی ختم نبوت کی الگ تحریک چلانے کے مخالف تھا۔ اور میں نے یہ رائے دی تھی۔ کہ الگ تحریک چلانی کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ اس تحریک کو "اسلامی دستور" کی جدوجہد میں مدغم کر دیا جائے۔ مولانا مودودی فرماتے ہیں۔

"میری اس رائے سے مولانا محمد علی جالندھری اور ماسٹر تاج الدین انصاری نے اختلاف کیا اور تقریباً دو گھنٹے تک اس پر بحث ہوتی رہی آخر کار جب ان کے پاس میرے دلائل کا کوئی جواب نہ رہا۔ تو مولانا محمد علی جالندھری صاحب نے فرمایا :-

"اب ہم آپ سے صاف صاف بات کرتے ہیں۔ اسلامی دستور کا نام جب بھی لیا جاتا ہے۔ لوگوں کا ذہن فوراً جماعت اسلامی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور ختم نبوت کا نام آتے ہی لوگ احرار کا خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ تحریک اسلامی دستور کے نام سے چلائی جائے۔ تو خواہ ہم سب اس کے چلانے میں شریک ہوں۔ نام بہر حال جماعت اسلامی کا ہو گا۔ احرار تو پھر کہیں کے نہ رہے۔"

میں نے عرض کیا کہ اگر آپ کے سامنے اصل سوال کا نام ہے۔ اور یہ ساری بحث اس لئے ہو رہی ہے۔ کہ سہرا کس کے سر بندھتا ہے۔ تو آپ اس تحریک کا نام اسلامی دستور اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک رکھ لیجئے۔

انہوں نے پوچھا کہ دونوں میں سے پہلے کون سا نام ہوگا۔

میں نے جواب دیا کہ پہلے تحفظ ختم نبوت کا نام رہے گا۔ اور پھر اسلامی دستور کا کیا اب آپ مطمئن ہیں؟

انہوں نے فرمایا کہ ہاں اب میں مطمئن ہوں چنانچہ اسی وقت سب کے اتفاق سے ایک قرارداد مرتب کی گئی۔ اور یہ طے پایا۔ کہ کل کنونشن کے اجلاس میں سب جیکٹس کمیٹی کی طرف سے یہی متفقہ قرارداد پیش کی جائے گی قرارداد کے لکھنے والے مولانا عبد الحامد بدایونی تھے۔ اور اس میں یہ لکھا گیا تھا۔ کہ ختم نبوت کے نام سے کوئی الگ تحریک نہ چلائی جائے۔ بلکہ سب علماء کی تجویز کردہ دستوری ترمیمات ہی کو تسلیم کرانے کی جدوجہد کریں۔ اور اس تحریک کا نام تحفظ ختم نبوت اور اسلامی دستور کی تحریک ہو۔

دوسرے روز جب میں کنونشن کے اجلاس میں پہنچا تو میرے بیٹھتے ہی مولانا ابو الحسنات صاحب نے بحیثیت صدر مجلس اٹھ کر اعلان فرما دیا۔ کہ یہ کنونشن صرف تحفظ ختم نبوت کے لئے منعقد کی گئی ہے۔ اور اس میں کوئی دوسرا مسئلہ حتیٰ کہ اسلامی دستور کا مسئلہ بھی نہیں چھیڑا جا سکتا۔ اس کے فوراً بعد ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری اٹھے اور انہوں نے ایک لکھا لکھایا ریزولیوشن پڑھنا شروع کر دیا۔ جو رات کی قرارداد کے بالکل خلاف تھا۔

اس کارروائی سے دو باتیں میرے سامنے بالکل عیاں ہو گئیں۔ ایک یہ کہ احرار کے سامنے اصل سوال تحفظ ختم نبوت کا نہیں ہے۔ بلکہ نام اور سہرے کا ہے۔ اور یہ لوگ مسلمانوں کی جان و مال کو اپنی اغراض کے لئے جوئے کے داؤ پر لگا دینا چاہتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ رات کو بالاتفاق ایک قرارداد طے کرنے کے بعد چند آدمیوں نے الگ بیٹھ کر سازباز کی ہے۔ اور ایک دوسرا ریزولیوشن بطور خود لکھ لائے ہیں جو بہر حال کنونشن کی مقرر کردہ سب جیکٹس کمیٹی کا مرتب کیا ہوا نہیں ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ جو کام اس نیت اور ان طریقوں سے کیا جائے۔ اس میں کبھی خیر نہیں ہو سکتی۔ اور اپنی اغراض کے لئے خدا اور رسول ﷺ کے نام سے کھیلنے والے جو مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کریں۔ اللہ کی تائید سے کبھی سرفراز نہیں ہو سکتے۔ اسی خیال کے تحت میں نے فوراً یہ رائے قائم کی کہ مجھے اٹھ کر ابھی کنونشن سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے صدر مجلس (مولانا ابو الحسنات صاحب) کو چٹ لکھ کر دی کہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۷ پر)

خطبہ جمعہ

تعلیم ظاہری عزت کا باعث اور اخلاق کی تربیت کرتی ہے

بچوں کی تعلیم کے متعلق ماں باپ اور استادوں کے فرائض

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

تعلیم بہت حد تک اخلاق کی درستی کا بھی موجب ہوتی ہے۔ اس کی بہت سی وجوہ ہیں۔ جن میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو طالب علم

صحیح طور پر اپنی تعلیم کی طرف متوجہ

ہو۔ اسکے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا۔ کہ وہ آوارہ گردی کر سکے۔ اسے مدرسہ آنے جانے اور مدرسہ میں پڑھنے کے لئے کم از کم ساڑھے چھ سات گھنٹہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ سکول جانے سے پہلے تقریباً آدھا گھنٹہ اسے ناشتہ کرنے کتابیں سنبھالنے اور سکول پہنچنے میں لگ جاتا ہے۔ اسی طرح سکول سے گھر واپس آنے تک بھی آدھ گھنٹہ لگ جاتا ہے اور اگر پانچ گھنٹے سکول کی پڑھائی کا وقت سمجھا جائے۔ تو چھ گھنٹے کے قریب اس طرح لگ جاتے ہیں۔ اگر گھر دور ہو تو سات گھنٹے لگ جائیں گے۔ اگر طالب علم دیانتداری سے اپنے سکول کا کام کریں۔ اور والدین ان کی نگرانی کریں۔ تو کم از کم تین گھنٹے گھر پر سٹڈی کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ سات اور تین دس گھنٹے ہوئے۔ اور اگر ماں باپ اس بات کا بھی خیال رکھیں۔ کہ ان کا لڑکا

مسجد میں باجماعت نماز کے لئے

جاتا ہے یا نہیں۔ اور میرے نزدیک اس بات کا خیال نہ رکھنا ایمان کی کمی کی علامت ہے۔ تو پانچوں نمازوں کے لئے اسے دو گھنٹہ وقت کی ضرورت ہے۔ پھر اگر سکول والوں نے اس کی ورزش کے لئے کھیل کا کوئی انتظام کیا ہے۔ اور کھیل میں اس کا شامل ہونا ضروری رکھا ہے تو دو گھنٹے اسے کھیل کے میدان میں آنے جانے اور کھیلنے میں لگ جائیں گے۔ یہ کل چودہ گھنٹے ہوئے اور

بچوں کی صحت

کے لحاظ سے ان کے لئے سات گھنٹے کی نیند ضروری ہوتی ہے۔ اگر زیادہ سوئیں تو آٹھ گھنٹے کافی ہوتے ہیں۔ اور آدھ گھنٹہ نیند آنے تک اور آدھ گھنٹہ نیند سے بیدار ہونے اور کسی دوسرے کام کو شروع کرنے تک سمجھا جائے۔ اور نیند کے لئے بجائے سات کے آٹھ گھنٹے سمجھ لئے جائیں۔ تو آٹھ اور ایک یہ نو گھنٹے ہو گئے۔ اور چودہ اور نو کل تئیس گھنٹے ہو گئے۔ باقی ایک گھنٹہ کھانے پینے پیشاب پاخانہ اور دوسری حاجات کے لئے رہ جاتا ہے۔ درحقیقت اس سے بھی زیادہ وقت ان حوائج پر لگ جاتا ہے۔ پس

طالب علموں کی زندگی کا یہ چوبیس گھنٹے کا پروگرام

ہے۔ اگر بچوں کا اس رنگ میں پروگرام ہو تو ناممکن بات ہے۔ کہ انہیں آوارہ گردی کے لئے وقت مل سکے۔ اور اگر والدین انہیں اس پروگرام پر عمل کرائیں گے۔ تو انہیں سب کام بھی وقت پر سرانجام دینے کی عادت ہو جائے گی۔ اگر ایک طالب علم محنت سے کام کرے۔ اور اپنے

وقت کی قدر

کرے۔ اور والدین اس کی نگرانی کا خیال رکھیں تو وہ دس سال میں میٹرک اور چودہ سال میں بی۔اے پاس کر سکتا ہے۔ اور اگر دینیات کی تعلیم حاصل کرے۔ تو آٹھ سال پہلے مڈل پاس کرنے تک اور آٹھ سال جامعہ میں یعنے کل سولہ سال میں دینیات کا علم حاصل کر سکتا ہے۔ گو تمام طالب علم دس سال میں میٹرک اور چودہ سال میں بی۔اے

پاس نہیں کر سکتے۔

ان میں لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو بعض دفعہ فیل ہو جاتے ہیں۔ بعض طالب علم تو پورے طور پر پڑھائی میں دل نہ لگانے کی وجہ سے اور تعلیم کیطرف توجہ نہ کرنے کی وجہ سے فیل ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی

دماغی قوت اچھی نہیں ہوتی

اور ان کا حافظہ کام نہیں کرتا۔ باوجود یاد کرنے کے انہیں یاد نہیں ہوتا۔ میں نے اس کے متعلق کئی دفعہ یہ واقعہ سنا ہے۔ کہ ہمارے ہاں ایک لڑکی تھی جس کا حافظہ بہت کمزور تھا۔ اسے جب کبھی قرآن مجید پڑھنے کے لئے کہا جاتا تو وہ یہ کہہ دیتی کہ کیا کروں کوشش تو کرتی ہوں لیکن میرا حافظہ اچھا نہیں۔ اس لئے میں پڑھ نہیں سکتی۔ اس کے حافظہ کی یہ حالت تھی کہ صبح کو وہ ایک آیت یاد کرنے لگتی۔ اور شام تک اسی ایک آیت کو یاد کرتی رہتی۔ اتفاق سے اس کی شادی بھی ایک ایسے شخص سے ہوئی۔ جو ملا تھے۔ اور انہیں دین کا شوق تھا۔ وہ صبح کے وقت اپنے خاوند سے ایک آیت پڑھ لیتی اور سارا دن اسے یاد کرتی رہتی۔ ایک دن وہ عصر کے وقت [illegible] جا رہی تھی۔ اور ساتھ ساتھ اپنا سبق بھی دہراتی جا رہی تھی۔ اور وہ سبق یہ تھا۔ جا بجا تو آ بھیناں۔ جا بجا تو آ بھیناں۔ کسی نے پوچھا یہ کیا کہہ رہی ہو۔ تو اس نے جواب دیا۔ میں قرآن مجید یاد کر رہی ہوں جب اسے کہا گیا کہ یہ تو قرآن مجید کی آیت نہیں ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ انہوں نے تو مجھے یہی پڑھایا۔ اس کی مراد اپنے خاوند سے تھی۔ کہ اس نے مجھے یہی سبق دیا ہے آخر ان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کا سبق یعلم ما بین تھا۔ جو صبح سے بگڑتے بگڑتے شام تک جا بجا تو آ بھیناں بن گیا۔ تو بعض طالب علم کمزور حافظے والے بھی ہوتے ہیں جو طالب علم ایسے ہوں گے۔ وہ دس کی بجائے گیارہ یا بارہ سال میں میٹرک کر لیں گے۔ لیکن جو اچھے حافظے والے ہیں۔ وہ

دس سال میں میٹرک اور چودہ سال میں بی۔اے

کر لیتے ہیں۔ اور بچے عام طور پر عمر کے پانچویں یا چھٹے سال سکول میں داخل ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے طالب علم میٹرک پندرہ سولہ سال کی عمر میں اور بی۔اے انیس بیس سال کی عمر میں اور دینیات کا علم بیس اکیس سال کی عمر میں حاصل کر لیتے ہیں۔ اور بچوں کا بیس سال کا زمانہ

آوارہ گردی

کا زمانہ ہوتا ہے۔ اگر اس پروگرام پر جو میں نے بیان کیا ہے عمل کیا جائے۔ تو طالب علموں پر آوارہ گردی کا زمانہ آ ہی نہیں سکتا۔ طالب علم کے

سب فرائض کا خیال

رکھا جائے۔ اور والدین حتی الامکان اسکے فرائض پورے کروانے کی کوشش کریں۔ اور مدرسین صرف اسی بات کا خیال نہ رکھیں۔ کہ طالب علم اپنی کتابیں لے کر آیا ہے۔ یا نہیں۔ بلکہ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ طالب علم وقت پر ورزش کے میدان میں آتا ہے۔ یا نہیں۔ وہ سکول سے جا کر گھر پر سٹڈی کرتا ہے۔ یا نہیں۔ اور اگلے سبق کا مطالعہ کر کے لاتا ہے یا نہیں۔ اصل میں

بعض استاد خود تعلیم میں آوارہ مزاج

ہوتے ہیں۔ نہ پچھلا سبق پوچھتے ہیں۔ نہ اگلا۔ بلکہ کلاس میں آتے ہیں اور تقریر کر کے چلے جاتے ہیں۔ وہ لڑکوں سے نہ پچھلا سبق پوچھتے ہیں۔ اور نہ اگلے سبق کے متعلق کوئی سوال کرتے ہیں۔ اور انہیں اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ کہ ان کی

جماعت کا نتیجہ

اچھا نکلا ہے۔ یا بُرا۔ ایسے آوارہ مزاج استاد دشمن ہیں اپنی قوم کے۔ دشمن ہیں اپنے ملک کے۔ اور دشمن ہیں بنی نوع انسان کے۔ قیمتی سے قیمتی چیز ان کے سپرد کی گئی۔ لیکن انہوں نے اسے خراب اور ضائع کر دیا مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ بنی نوع انسان میں [illegible] کے خلاف بغاوت اور جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن ان کے بچوں کو استاد بگاڑ رہے ہوتے ہیں۔ ان کے خلاف کسی کے اندر ذرا جوش پیدا نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ

ماں باپ میں خود آوارگی

ہوتی ہے اس لئے وہ خاموش رہتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ اساتذہ سے نہیں پوچھتے کہ ہمارے لڑکے کے آوارہ ہونے کی وجہ کیا ہے اور وہ یہ بھی نہیں پوچھتے۔ کہ ہمارا لڑکا وقت پر سکول آتا ہے۔ یا نہیں۔ گھر سے سکول کا کام کر کے لاتا ہے یا نہیں۔ کھیل میں باقاعدہ حاضر ہوتا ہے یا نہیں۔ باوجود اس کے ان کا لڑکا وقت کا اکثر حصہ ان کے پاس گذارتا ہے۔ مگر وہ اس کو اپنے پاس نگرانی میں سٹڈی نہیں کراتے اور اس کی نگرانی نہیں کرتے۔ کہ وہ وقت پر نماز کے لئے جاتا ہے یا نہیں۔ میرے نزدیک

ایسے استاد اور ماں باپ

دونوں میں آوارگی کی بدعت ہوتی ہے۔ اسی لئے وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہی نہیں کہ لڑکے کے آوارہ ہونے کی وجہ کیا ہے کیونکہ والدین ڈرتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے استادوں سے وجہ پوچھی تو وہ ہمیں کہیں گے کہ لڑکا گھر پر سے سبق یاد کر کے نہیں آتا۔ اور نہ سٹڈی کرتا ہے۔ آپ کیوں اس کی نگرانی نہیں کرتے۔ اور اساتذہ والدین سے اس لئے نہیں پوچھتے۔ کہ اگر ہم نے وجہ دریافت کی تو والدین کہیں گے کہ آپ اپنی ذمہ داری کس طرح ادا کر رہے ہیں۔ دونو ہی چور ہوتے ہیں۔ اور دو چور تو ایک دوسرے پر چوری کا الزام نہیں لگایا کرتے۔ بلکہ سادھ ہی چور پر چوری کا الزام لگاتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ طالب علم کی تعلیم بغیر ماں باپ اور استاد کی نگرانی کے مکمل نہیں ہو سکتی۔ اگر ان دونوں میں سے ایک غافل اور بے توجہ ہو۔ تو لڑکے کی زندگی کے خراب ہونے کا بہت حد تک خطرہ ہوتا ہے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ اگر کسی کے گھوڑے کی کوئی شخص ٹانگ توڑ دے یا کسی کے بیل کا سینگ توڑ دے۔ یا کسی کی بکری کے دانت توڑ دے۔ تو ایک ایسی لڑائی شروع ہو جاتی ہے جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔ لیکن بیسیوں ماں باپ ایسے ہیں۔ کہ استاد ان کے لڑکوں کو آوارہ بناتے چلے جاتے ہیں اور وہ خاموشی سے بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں۔ اور ان کی طبیعت میں کوئی ہیجان پیدا نہیں ہوتا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ انسان کو

مفت مل جانے والی چیز کی قدر نہیں ہوتی

خواہ وہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو۔ والدین کو لڑکا بھی چونکہ مفت مل جاتا ہے۔ اس لئے وہ اس کی قدر نہیں کرتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ ایک قیمتی امانت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد کی ہے۔ ایک بکری جو پانچ دس روپے کو آتی ہے۔ اس کے چارہ کا۔ اس کی دوسری چیزوں کا خیال رکھتے ہیں۔ لیکن اس

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت

کی قدر نہیں کرتے۔ حالانکہ مفت ملنے والی چیز بہت زیادہ قیمتی ہوتی ہیں۔ ان چیزوں سے جنہیں انسان روپیہ دے کر خریدتا ہے۔ مگر لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جو چیز انہیں مفت مل جائے۔ اس کی قدر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے سب قیمتی چیزیں جن پر بنی نوع انسان کی زندگی کا دارومدار ہے مفت دی ہیں۔ لیکن اس کے مقابل پر بندوں کا طریق ہے کہ وہ حقیر سے حقیر چیز کی جس کو وہ قیمتاً خریدیں قدر کرتے ہیں لیکن جو چیز انہیں مفت مل جائے اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ دیکھو۔

پانی کتنی قیمتی چیز ہے

اگر پانی دنیا سے مٹ جائے۔ تو لوگوں کا زندہ رہنا محال بلکہ ناممکن ہے۔ لیکن اگر شراب دنیا سے مٹ جائے۔ تو دنیا کا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ مگر لوگ پچیس تیس روپے خرچ کر کے شراب کی ایک بوتل خرید لیتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص انہیں پانی کی بوتل دو آنے کو دے تو ان میں سے کوئی بھی لینے کو تیار نہیں ہوگا۔ پھر پانی کے علاوہ

زندگی کا دارومدار ہوا پر

ہے۔ اگر ایک منٹ کے لئے بھی اس کرہ میں ہوا نہ رہے تو کوئی جاندار بھی سانس نہ لے سکے اور سب مر جائیں۔ باوجود اس کے کہ ہوا ایک قیمتی نعمت ہے۔ جو انسانوں کو عطا کی گئی ہے۔ مگر کتنے لوگ ہیں جو یہ خیال کرتے ہوں کہ ہوا بھی قیمتی چیزوں میں سے ہے۔ لوگ عطر کی تولہ دو تولہ کی شیشی دس دس روپے کو خرید لیتے ہیں۔ لیکن اگر ایک من ہوا ان کو ایک پیسہ میں دی جائے تو وہ خریدنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ حالانکہ اگر ساری دنیا کے عطر جو اربوں ارب من ہوں پھینک دیئے جائیں۔ تو عطر کے نہ ہونے کی وجہ سے بڑا آدمی تو کیا ایک بچہ بھی نہیں مرے گا لیکن وہ ہوا جو اس مسجد میں ہے نہ رہے تو یہ تین ہزار کے تین ہزار آدمی مر جائیں اور کوئی ایک بھی ان میں سے نہ بچ سکے۔ اس کے باوجود

لوگ ہوا کی قدر نہیں کرتے

اور عطر جو ایک زائد شے ہے۔ اسے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور بڑی بڑی قیمت ادا کر کے خریدتے ہیں۔ گو عطر لگانے کو تعیش تو نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم ہے۔ کہ جمعہ کے دن ہر مسلمان خوشبو لگا کر مسجد میں آئے۔ گو اس وقت ہم میں سے تقریباً پانچ فی صدی نے اس حکم پر عمل کیا ہوگا۔ اور پچانوے فی صدی ایسے ہیں جنہوں نے اس حکم پر عمل نہیں کیا ہوگا۔ مگر بہرحال یہ ایک زائد چیز ہے۔ اس کے بغیر بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ بے شک صحت کے لئے عطر مفید چیز ہے۔ لیکن زندگی کے قیام میں اس کا کوئی دخل نہیں جیسے ہوا اور پانی کا انسانی زندگی میں دخل ہے۔ بے شک عطر استعمال کرنا اچھی بات ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہمارے پنجابی کو یہ خاص مہارت ہے کہ اس نے گھر میں بیس پچیس روپے کا عطر بھی رکھا ہوا ہوتا ہے اور گھر کے دروازہ کے سامنے بچے کا پاخانہ بھی پھینکا ہوا ہوتا ہے۔ گھر والوں کا دماغ بھی اس کی بو سے سڑ رہا ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی محلے والوں اور اس سے گذرنے والوں کا دماغ بھی اس کی بو سے پریشان ہوتا ہے۔ اسی طرح گھر کا تمام کوڑا کرکٹ اٹھا کر دروازے کے سامنے پھینک دیتے ہیں تا کہ ہر ایک جو گذرے وہ اس کی بو سے پریشان ہو اور جو مہمان آئے۔ اسے بھی اس کی بو سے حصہ ملے لیکن ان چیزوں کو دور پھینکنا گوارا نہیں کیا جاتا غرض بنی نوع انسان کی یہ عادت ہے۔ کہ جو چیز انہیں قیمتاً ملے۔ اس کی قدر کرتے ہیں۔ اور چیز انہیں مفت مل جائے۔ اس کی انہیں قدر نہیں ہوتی

کلام الٰہی کو ہی دیکھ لو

کہ جب اللہ تعالیٰ اپنا کلام نازل فرماتا ہے تو ساتھ نبی کو بھیج دیتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن اگر اس کلام کو سنانے اور پڑھانے کے لئے نبی نہ آئیں۔ اور لوگوں کو پیسے خرچ کر کے کلام الٰہی پڑھنا پڑے۔ تو کوئی بھی اس کے پڑھنے کے لئے تیار نہ ہو۔ جب وہ مفت پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ تو ان سے یہ کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ پیسے دے کر پڑھ لیں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا کلام مفت پڑھاتے اور مفت سناتے تھے۔ لیکن پھر بھی مخالف سننے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ آج بھی لوگوں کی یہی حالت ہے۔ کہ فلسفہ کی کتابیں اور ناول وغیرہ قیمتاً لے کر بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ اور بے ہودہ اور لغو کتابوں پر بڑی بڑی رقمیں خرچ کر دیتے ہیں۔ لیکن قرآن خریدنا ان کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

ایک لطیفہ

سنایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ ایک امیر آدمی کو نصیحت کی کہ قرآن مجید پڑھا کرو۔ کیونکہ ہر روحانی مرض کا علاج اس میں ہے۔ میرے نصیحت کرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں سمجھا کہ اس پر بہت اثر ہوا ہے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا۔ کہ آپ مجھے قرآن مجید تحفہ کے طور پر دے دیں۔ تو میں پڑھا کروں گا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ یہ شخص لاکھوں روپے کا مالک ہے۔ لیکن قرآن کے متعلق کہتا ہے کہ اگر تحفہ کے طور مل جائے تو میں پڑھ لوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت ہے۔ کہ اس نے

تمام قیمتی اشیاء مفت

رکھی ہیں۔ اور ان قیمتی چیزوں میں سے ہی بغیر قیمت کے ملتی ہیں بچے بھی ہیں۔ مگر بہت تھوڑے لوگ ہیں۔ جو بچوں کو قیمتی چیز سمجھتے اور ان کی زندگی بنانے کی فکر کرتے ہیں۔ اگر ان کی بھینس یا بکری بلکہ میں کہتا ہوں۔ اگر مرغی بھی بیمار ہو جائے تو انہیں اس کے علاج کا فکر لاحق ہوتا ہے لیکن بچے کی زندگی بے شک خراب محلوں میں بیٹھ کر یا بُری عادات میں پڑ کر یا ان پڑھ رہ کر خراب ہو جائے۔ اس کی انہیں ذرا پرواہ نہیں ہوتی۔ اگر ان کی بھینس کا دودھ سوکھنا شروع ہو جائے۔ تو سب گھبرا جاتے ہیں۔ کہ پتہ نہیں بھینس کا دودھ کیوں سوکھ رہا ہے گھر میں مشورے ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ فلاں سے علاج پوچھو۔ فلاں کو بھینس دکھاؤ۔ فلاں قوم بھینسیں رکھتی ہے۔ ان سے مشورہ پوچھو غرضیکہ گھر میں ایک بے چینی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن بچے کا دماغ سوکھتا چلا جاتا ہے اس کے لئے کسی کو فکر پیدا نہیں ہوتا۔ کہ اس کی حالت کی درستی کے لئے کسی سے مشورہ نہیں کیا جاتا۔ اور اس لاپرواہی کے نتیجہ میں

بچوں کی زندگیاں خراب

ہو جاتی ہیں۔ اگر گھر میں والدین بچوں کی نگرانی کی طرف توجہ کریں۔ انہیں وقت پر سلائیں وقت پر جگائیں۔ نمازوں کے لئے انہیں مساجد میں بھیجیں سکول میں انہیں وقت پر بھیجیں ادھر سکول میں اساتذہ توجہ کریں اور بچوں کو پڑھائی میں پورے طور پر مشغول رکھیں۔ کھیل کے وقت ان کو کھیل میں مصروف رکھیں تو

بچوں کی تعلیم و تربیت کا سوال

بہت حد تک خود بخود حل ہو جاتا ہے بچوں کی تعلیمی حالت بھی اچھی ہوگی اور جسمانی لحاظ سے بھی وہ صحت مند ہوں گے۔ ہمارے پنجابی میں ایک مثل ہے۔ جالے جیہ نالے بیوپار یعنی حج کا حج ہوگا اور بیوپار کا بیوپار ہوگا یعنی یہ تعلیم کی تعلیم اور تربیت ہوگی۔ تعلیم ایک ایسا استاد ہے۔ جس کے ذریعہ انسان اپنے بہت سے انسان بنا لیتا ہے۔ جس کو پڑھاتا ہے کبھی وہ

اللہ تعالیٰ کی صحبت میں

جا بیٹھتا ہے۔ کبھی وہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں

جا بیٹھتا ہے۔ کبھی وہ

حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی صحبت

میں جا بیٹھتا ہے۔ کبھی وہ

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی صحبت میں

جا بیٹھتا ہے۔ کبھی وہ

سید عبدالقادر کی صحبت میں

جا بیٹھتا ہے۔ قرآن مجید پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محفل میں جا بیٹھتا ہے۔ حدیث پڑھتا ہے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محفل میں جا بیٹھتا ہے۔ فقہ کی کتاب پڑھتا ہے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام شافعی رح کی محفل میں جا بیٹھتا ہے۔ تصوف کی کتاب پڑھتا ہے۔ تو امام غزالی رح کی محفل میں جا بیٹھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلام پڑھتا ہے۔ تو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میں

جا بیٹھتا ہے۔ حالانکہ یہ سب لوگ فوت ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ جب کتاب کھولتا ہے۔ تو ان سے روحانیت کی باتیں سیکھ لیتا ہے۔ پس کتنا فائدہ ہے پڑھا لکھا ہونے کا۔ جو انسان تعلیم یافتہ ہو۔ اس کے استادوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ جس علم کی کتاب چاہتا ہے۔ اٹھا کر پڑھ لیتا ہے اور

استادوں کی کثرت

سے اس کے علم میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور علم کی وسعت سے اس کے دماغ میں جلا پیدا ہوتا ہے۔ پس پڑھائی نہ صرف ظاہری عزت کا باعث ہے۔ بلکہ اخلاق پر بھی گہرا اثر ڈالتی ہے۔ اَن پڑھ آدمیوں میں بھی بہت سے

اخلاص رکھنے والے

ہیں۔ لیکن ان پڑھ آدمی تعلیم یافتہ آدمیوں کی نسبت ٹھوکر زیادہ کھاتے ہیں۔ اور اگر کوئی ان پڑھ آدمیوں کو بیدار کرنے والا نہ ہو، تو اکثر نمازوں اور چندوں میں سست ہو جاتے ہیں۔ لیکن تعلیم یافتہ لوگوں میں باہر جا کر باوجود اکیلا ہونے کے اخلاص قائم رہتا ہے۔ بلکہ باہر جا کر ان کے اخلاص میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ نمازوں اور چندوں میں سستی نہیں دکھاتے مثلاً اگر

ایک اَن پڑھ آدمی

جاپان چلا جائے۔ تو وہ چندہ وغیرہ بھیجنے میں اور دوسری تحریکوں میں حصہ لینے میں سستی کریگا۔ کیونکہ وہ خود پڑھا لکھا نہیں۔ اس لئے اسے چندہ بھیجنے میں دقت ہوگی۔ اور بوجہ اَن پڑھ ہونے کے وہ سلسلہ کے حالات کے متعلق آگاہ نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ وہ اخبار وغیرہ نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے اس کا دور جانا اس کے اخلاص میں کسی قدر کمی کا موجب ہوگا۔ زیادتی کا موجب نہیں ہوگا۔ لیکن پڑھا لکھا آدمی دور جا کر بھی قریب رہے گا۔ اور سلسلہ کے حالات سے واقف رہے گا۔ اور دور جانے کی وجہ سے سلسلہ سے اس کی محبت بھی بڑھے گی۔ . . . .

پس میں امید کرتا ہوں، کہ مرکز کی جماعت بھی اور بیرونی جماعتیں بھی جلد سے جلد اس امر کی طرف توجہ کریں گی۔ (الفضل ۵ر نومبر ۱۹۵۴ء)

قرآن کریم کی ترتیب

(از چودھری عبداللطیف صاحب شاہد معلم کوہاٹ)

قرآن مجید کی یہ بہت بڑی خصوصیت ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس کا ہر لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اگر ہم تھوڑی سی محنت بھی کریں۔ تو اس میں سے ہر قسم کی دماغی۔ روحانی اور اخلاقی ترقی کے اصول اخذ کر سکتے ہیں۔ اس کی مختصر عبارتوں میں لاکھوں اور کروڑوں مطالب مرکوز ہیں۔ اور ان سب میں ایسا ربط باہمی ہے۔ کہ ایک تدبر کرنے والی آنکھ عش عش کر اٹھتی ہے۔ قرآن مجید میں ہر زمانہ کے حالات کے مطابق تعلیم اور ہدایت رکھ دی گئی ہے۔ اسی طرح جس طرح زمین اور کائنات میں انسان کی ہر قسم کی ترقی کے سامان رکھ دیئے ہیں۔ غیر مسلموں کی طرف سے جو اعتراضات قرآن مجید پر ہوتے ہیں۔ ان میں ایک بڑا اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے۔ کہ اس کے مضامین میں بظاہر کوئی ترتیب نہیں۔ اور بعض دفعہ بعض مسلمانوں کی طرف سے بھی یہ کہا گیا ہے۔ کہ ایک مسئلہ کے تمام احکام ایک ہی جگہ کیوں نہیں جمع کر دیئے گئے۔

اس قسم کے اعتراضات محض عدم علم کی وجہ سے ہیں۔ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب بے شک اس ترتیب کے مطابق نہیں۔ جیسے اس کا نزول ہوا۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ ترتیب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے۔ جب کوئی آیت نازل ہوتی۔ تو حضورؐ فرماتے۔ کہ اسے فلاں جگہ فلاں صورت میں رکھ دیا جائے۔ اور یہ ترتیب الٰہی منشاء کے مطابق ہوتی تھی۔ قرآن کریم کے نزول کے وقت مسلمانوں کی کوئی جماعت پہلے سے موجود نہیں تھی۔ نئی جماعت تیار کرنی تھی۔ اول ان کے دلوں میں ایمان راسخ کرنا تھا۔ اور پھر انہیں بتدریج عملاً مسلمان بنانا مقصود تھا۔ اس لئے ایک نئی جماعت کے بنانے اور اس کی تدریجی تربیت کے لئے جس ترتیب کی ضرورت تھی۔ اس ترتیب میں قرآن کریم نازل ہوا۔ چنانچہ جن آیات اور سورتوں کا تعلق ایمان اور نشانات اور پیشگوئیوں کے ساتھ ہے۔ وہ پہلے نازل ہوئیں۔ اور جن کا تعلق تفصیلی احکام کے ساتھ ہے۔ وہ بعد میں نازل ہوئیں۔ لیکن جب جماعت قائم ہو چکی۔ اور ان کے ایمان راسخ ہو گئے۔ اور پھر ان کی نسل جاری ہو گئی۔ تو پھر ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی۔ اور اس حالت میں مسلمانوں کی تربیت سے تعلق رکھنے والے احکام کا حصہ پہلے کر دیا گیا۔ اور ایمان کی تائید میں دلائل اور پیشگوئیاں بعد میں۔

یہ تو قرآن کریم کی ظاہری ترتیب کی صورت ہے۔ معنوی ترتیب کی دریافت کے لئے تدبر کی ضرورت ہے۔ اور اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ اگر ہم ریل گاڑی میں سفر کر رہے ہوں۔ اور محض سرسری نظر سے کبھی کبھی ارد گرد کے نظارہ کو دیکھ لیں۔ تو ہمیں کسی قسم کی کوئی ترتیب نظر نہیں آتی۔ لیکن اگر ہم ملک کا جغرافیہ جانتے ہوں۔ اور ہمیں نشیب و فراز اور دیگر خصوصیات کے ساتھ کسی قدر دلچسپی ہو۔ تو ہمیں ترتیب بھی نظر آ جاتی ہے۔ اور ہم اس ترتیب کے مطالعہ سے اپنے علم میں بھی اضافہ کر سکتے ہیں۔ اور اس سے فائدہ بھی اٹھا سکتے ہیں۔

پس قرآن کریم محض ایک کتاب نہیں۔ بلکہ ایک خزانہ ہے۔ جو کہ ہمیشہ کھلتا رہے گا۔ ایک غور نہ کرنے والے کی نگاہ میں اس کے اندر کوئی ترتیب نہیں۔ ایک عام نظر کرنے والے کی نگاہ میں اس کے اندر ایک ترتیب ہے۔ ایک گہرے تدبر کرنے والے کی نگاہ میں اس کے اندر ایک اَور ترتیب ہے۔ اور مبصرین اور ماہرین کی نگاہ میں اس کے اندر کئی جہان بس رہے ہیں۔

سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر لحاظ منکشف ہونے والے قرآنی علوم اور نئے خزانوں کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ قرآن مجید کے مطالب میں کسی قسم کی کمی نہیں آتی۔ بلکہ آگے اور وسیع در وسیع معانی نظر آنے لگتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ علماء نے فروعات کو ایسی مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا ہے۔ کہ اس سے ذرا سی لغزش پر ایک فرد مسلمانی کی حدود سے باہر ہو جاتا ہے اور اصل جس پر روحانی ترقیات کا دارومدار ہے۔ چھوڑ دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب عجیب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے۔ جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدنظر نہ رکھا جاوے۔ قرآن شریف کو تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے اگر یہ لوگ جو قرآن شریف کے تتبع اور حفظ پر لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی تفسیق اور تکفیر پر منہ کھولتے ہیں۔ نظام قرآنی کی قدر کرتے تو انی متوفیک و رافعک الی

* میں میرے ساتھ کیوں برسر پرخاش ہوتے۔ جبکہ وہ دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف ایک ترتیب کے طور پر ان واقعات کو بیان کرتا ہے۔ جو خارجی طور پر اپنا ایک وجود رکھتے ہیں۔ کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ قرآن مجید نے کہا کیوں؟ اس کی ضرورت کیا پیش آئی تھی؟"

(الحکم ۳۱ر مارچ ۱۹۰۱ء)

تحریک جدید کے مجاہد ہر آواز پر آگے بڑھے

جو تیرے نام کے روشن کرنے کے لئے میں نے اٹھائی تھی

"جنہوں نے تیرے نام کو روشن کرنے کے لئے پچاس سال متواتر قربانیاں کی ہیں ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا دنیا نے ان کو کمائی سے محروم کر دیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ ہر آواز پر آگے بڑھے۔ جو تیرے نام کے روشن کرنے کے لئے میں نے اٹھائی تھی"۔

مثیلِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر آواز پر آگے بڑھ کر لبیک کہنے والو! کیا آپ نے "انیس سالہ جہاد کبیر" کے شائع ہونے والے رسالہ میں اپنا نام لکھوا لیا۔ اور آپ کے پاس اندراج نام کی تصدیق دفتر کی طرف سے مل چکی ہے۔ اگر بقایا ہے تو بقایا ادا کر کے دفتر سے تصدیق حاصل کریں ورنہ بقایا داران کی فہرست میں آپ کا نام حضور کے پیش ہو کر فہرست سے کٹ جائیگا۔

(وکیل المال تحریک جدید)

امانت خاص صدر انجمن احمدیہ کے متعلق

حضور ایدہ اللہ کا ارشاد

احباب نے نظارت بیت المال کا اعلان بعنوان "احباب جائزہ لیں کہ کیا انہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کی تعمیل کر دی ہے؟" پڑھا ہوگا۔ یہ اعلان اس سے قبل کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ مگر دوستوں نے حضور کے مندرجہ ارشاد کے متعلق خاطر خواہ توجہ نہیں فرمائی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے امانت خاص صدر انجمن احمدیہ کے بارہ میں ارشاد فرمایا ہوا ہے کہ اس مد میں جو رقوم بھجوائی جائیں گی وہ بطور قرض کے ہوں گی۔ دوسرے یہ کہ امانت خاص صدر انجمن کا بقایا کم از کم چار پانچ لاکھ روپیہ تک پہنچ جانا چاہیئے۔

شروع شروع میں اس امانت کی ادائیگی کے بارے میں کچھ پابندیاں عاید کی گئی تھیں مثلاً موٹی موٹی رقوم کو ادا کرنے سے قبل چند یوم کا نوٹس دیا جانا ضروری تھا۔ مگر اب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سفر یورپ پر تشریف لے جانے سے قبل کراچی سے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ "امانت خاص" سے رقوم واپس لینے میں کوئی پابندی نہ لگائی جائے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

"میں نے پہلے آپ کو لکھا تھا کہ پچاس روپے تک یا اس کے لگ بھگ رقوم امانت دار کو ادا کر دیا کریں۔ بڑی رقوم کے لئے پوچھا کریں۔ اب میں یہ لکھتا ہوں کہ بڑی رقوم کے لئے بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ جو شخص کوئی بڑی رقم واپس لینا چاہے تو محبت اور نرمی سے سمجھائیں کہ آہستہ آہستہ لیں تا کہ امانت کو نقصان نہ ہو۔ لیکن پھر بھی کوئی اصرار کرے تو مطالبہ پر رقم ادا کر دیا کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ احمدیوں میں یقین اور اعتماد رہے کہ جب وہ چاہیں اپنی رقوم واپس لے سکتے ہیں۔"

حضور کا مذکورہ بالا ارشاد احباب کی خدمت میں بھجوا کر عرض ہے کہ احباب باہر کے بنکوں میں رقم جمع کرنے کی بجائے "صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ" میں اپنے حساب کھلوائیں۔ اس غرض کے لئے جملہ جماعتوں کو فارم امانت خاص بھجوائے جا چکے ہیں۔

افسر صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ

پنجاب و صوبہ سرحد کے محکمہ ڈاک و تار کیلئے کلرکوں کی اسامیاں

پر کرنے کے لئے امتحان مؤرخہ ۲۷-۲۸ جولائی ۱۹۵۵ء کو راولپنڈی۔ لاہور اور ملتان میں ہوگا۔ درخواستیں ڈاکخانہ کے چھپے ہوئے فارم پر مؤرخہ ۹ جولائی تک پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور کو پہنچ جانی چاہئیں۔ مزید کوائف نزدیکی ڈاکخانہ سے معلوم کریں۔ گریڈ ۶۰-۴-۱۰۰-۵-۱۲۰ ہے۔ میٹرک پاس نوجوان امتحان میں شامل ہونے کی درخواست دے سکتے ہیں۔ فارم جس پر درخواست برائے شمولیت امتحان دینی ہے بڑے ڈاکخانوں سے مفت مل سکتا ہے۔ فیس داخلہ امتحان پانچ روپے ہے۔ امیدوار کی عمر ۱۷ سال سے ۲۵ سال تک ہونی چاہیئے۔

علی محمد اجمیری از راولپنڈی

درخواستہائے دعا

(۱) میرے دوست مکرم چودھری نادر علی صاحب کی چھوٹی بچی بعمر ۲ ½ سال بوجہ میعادی بخار چند روز سے بیمار ہے۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے نیز خدا تعالیٰ عاجز کی جملہ پریشانیاں دور فرمائے۔ فضل الرحمن پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ...

(۲) میرے لڑکے خلیل احمد خاں انسپکٹر نوڈیسپلائی کراچی کا ۲۷ ۵۵ کو سول ہسپتال کراچی میں اپریشن ہوا ہے احباب صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔ غلام احمد انچارج بشیر پور ڈسپنسری۔ منٹگمری

(۳) خاکسار کے والد صاحب میاں کالا خاں بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔ عبد العزیز خان گارڈن جامعۃ المبشرین ربوہ

(۴) میرا بھائی عزیزم عبد المغنی تین یوم سے سخت بخار سے بیمار ہے۔ بزرگان سلسلہ صحت اور لمبی عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ حلیمہ طاہرہ بنت چودھری عبد المومن خاں ربوہ

(۵) میرے والد محترم ملک میر محمد خاں صاحب آف نوشہرہ ککے زئیاں کافی عرصہ سے بیمار ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔ ملک عبد العظیم خاں ٹھیکیدار۔ لاہور

(۶) برادرم ذوالفقار کی مکمل صحت کیلئے احباب درد دل سے دعا فرمائیں

ریاض احمد

بقایا داران کی یاد دہانی کی رجسٹریاں واپس آ رہی ہیں

تحریک جدید کے دفتر اول کے ان بقایا داران کو جن کے انیس سال کے پورا ہونے میں کوئی کسر باقی ہے ان سب کو دفتر کی طرف سے دوبارہ بلکہ بعض کو سہ بارہ یاد دہانی کرائی جا چکی ہے کہ وہ اپنے بقایا ادا کر کے یا مرکزی رسید کا حوالہ مزید پڑتال کے لئے دے کر اپنا نام درج فہرست کروالیں۔ مگر بعض احباب کی یاد دہانی عام ڈاک میں اور بعض کی یاد دہانی رجسٹری بھی واپس آئی ہے۔ کہ پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہیں۔ اس لئے جن کو یاد دہانی نہ ملی ہو وہ دفتر سے اپنا بقایا معلوم کر کے ادا فرمائیں تا نام فہرست سے رہ نہ جائے۔

یاد رہے اگست ۱۹۵۵ء کے پہلے عشرہ میں تمام احباب کے بقایاجات کا ادا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نام فہرست سے کٹ جائے گا۔

وکیل المال تحریک جدید ربوہ

ہاتھ سے کام کرنے کی عادت کیونکر پیدا کی جا سکتی ہے؟

"میں نے جماعت کو عموماً اور خدام کو خصوصاً اس امر کی ہدایت کی تھی کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں اور کسی کام کو بھی عار نہ سمجھیں۔ اور اس کے لئے میں نے ایک مفصل سکیم خدام الاحمدیہ کے سامنے پیش کی تھی کہ وہ اس طریق پر کام کریں۔ میری اس سکیم پر جس حد تک عمل کیا گیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور میری وہ سکیم سکڑ سکڑ کر تل کی حیثیت اختیار کر گئی۔ پہلے روزانہ آدھ گھنٹہ کا اہتمام کیا گیا۔ پھر کہا گیا کہ روزانہ آدھ گھنٹہ مشکل ہے ہفتہ میں ایک بار ہو جائے تو غرض پوری ہو سکتی ہے۔ پھر سوال اٹھایا گیا کہ ہر ہفتہ وقار عمل منانا مشکل ہے۔ اگر پندرہ دن کے بعد وقار عمل کر لیا جائے تو اس میں بہت حد تک آسانی ہو سکتی ہے۔ پھر یہ سوال اٹھایا گیا کہ پندرہ دن کے بعد خدام اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اگر اسے ماہوار کر دیا جائے تو تمام کو جمع ہونے میں سہولت رہے گی اور پھر ماہوار ہونے کی بجائے سال میں پانچ دن وقار عمل منانا کافی سمجھا گیا۔ اب مجھے علم نہیں کہ وہ پانچ دن بھی وقار عمل منایا جاتا ہے یا نہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ سال میں پانچ دن وقار عمل کیا جاتا ہے تو بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ سال میں صرف پانچ دن ہاتھ سے کام کرنے سے کیا عادت پیدا ہو سکتی ہے؟ وہ مقصد جو میرے مدنظر تھا کہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت پیدا ہو اور کسی کام کو کرنے میں عار نہ محسوس کی جائے وہ بالکل پورا نہیں ہو رہا۔"

(فرمودہ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع سالانہ اجتماع ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

(مہتمم وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

کابل ریڈیو کی طرف سے پاکستان کے خلاف شر انگیز پراپیگنڈے کی نئی مہم

ملا شور بازار سمیت ۱۶ حامی گرفتار کر لئے گئے

پشاور ۵ر جولائی۔ پاک افغان تنازع سے متعلق مصالحتی گفت و شنید کی ناکامی کے بعد کابل ریڈیو نے پاکستان کے خلاف مذموم پراپیگنڈے کی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ اور منگھڑت بے بنیاد اور لغو اطلاعات نشر کی جا رہی ہیں۔ کابل ریڈیو کی غلط بیانی کا اندازہ ان خبروں سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو اس نے پختونستان کے بارے میں نشر کیں۔ ان خبروں میں کہا گیا تھا۔ کہ بعض قبائلی سردار اس تحریک کی حمایت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور وہ عنقریب دیگر سرداروں کو بھی اس مطالبے پر متفق کرنے کی کوشش کریں گے۔ افغان علاقے سے جو اطلاعات یہاں موصول ہو رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ افغان باشندوں میں اضطراب اور بے اطمینانی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور ہر شخص اس نہج پر سوچ رہا ہے۔ کہ اگر پاکستان سے سفارتی تعلقات منقطع ہو گئے۔ تو تمام مراعات چھن جائیں گی۔ جس کا لازمی نتیجہ قحط۔ بد نظمی اور داخلی انتشار کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ جب سے روس کے ساتھ معاہدے کا اعلان کیا گیا ہے اشتراکی کارکن مختلف روپ اور انداز میں یہاں داخل ہو رہے ہیں۔ اور ان کی بڑھتی ہوئی سیاسی اور خلاف مذہب سرگرمیوں نے افغانستان کے مسلمانوں میں اشتعال پیدا کر دیا ہے۔ اور بعض مقامات سے ان کی جھڑپوں کی بھی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مشہور مذہبی رہنما ملا شور بازار پر پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں۔ اور انہیں مجبور کر دیا جائے گا۔ کہ وہ گوشہ نشینی اختیار کر لیں۔ ان کے حامیوں اور پیروؤں کی پکڑ دھکڑ بھی شروع ہو گئی ہے۔ اور گذشتہ جمعہ کے روز سے اب تک سولہ افراد کو افغان حکمرانوں کے خلاف سرگرمیوں کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔

افغانستان میں قحط سالی اور جرائم

بنوں ۵ر جولائی۔ اطلاع مظہر ہے۔ کہ افغانستان کے شمالی اضلاع میں قحط سالی اور جرائم کی رفتار روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ ایک اور اطلاع ملی ہے۔ کہ ۳۵ ہزار افغانی پاکستان میں موسم سرما بسر کرنے کے بعد ٹوچی کے راستے سے واپس افغانستان روانہ ہو گئے ہیں۔ جاتے وقت یہ لوگ اپنے ساتھ خوراک کپڑا۔ نمک۔ کھانڈ اور دوسری استعمال کی چیزیں بھی لے گئے ہیں۔ جو کہ افغانستان میں غیر دستیاب ہیں۔

پرتگالی مقبوضہ دیو میں بھارتی اور پرتگالی فوجی دستوں میں جھڑپ

راجکوٹ ۵ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پرتگالی مقبوضہ دیو اور بھارت کی سرحد پر راجکوٹ اور دیگر مقامات پر پولیس کے خاص دستے متعین کر دئیے گئے۔ کیونکہ حال ہی میں پرتگالی فوجی دستے نے بھارتی محکمۂ کسٹم کی ایک کشتی پر حملہ کر دیا تھا۔ اور اس کے بعد صورتِ حال خراب ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بھارتی کسٹم پولیس نے پچاس ماہی گیروں کو بھارتی سمندر میں مچھلیاں پکڑتے ہوئے گرفتار کر لیا تھا۔ اس پر پرتگالی سپاہیوں نے حملہ کر دیا۔ جواب میں ہندوستانی کسٹم اور پولیس کو اپنا دفاع کرنا پڑا۔ بعد میں دیو سے پرتگالی فوجی بھارتی علاقہ میں داخل ہوئے۔ اور چند بھارتیوں کو پکڑ کر لے گئے۔ اور ان پر سرحد کی خلاف ورزی کرنے کا الزام لگایا گیا۔ دریں اثنا دیو میں حالات بہت خراب ہو گئے ہیں۔ اور لوگ بھاگ کر بھارت آنا چاہتے ہیں۔

بھارتی علاقہ میں بلا اجازت داخل ہونے پر تیس اشخاص کو گرفتار کر لیا گیا۔ ۱۵ راگست کو دیو میں اجتماعی ستیہ گرہ کا پروگرام منایا گیا ہے۔

آئزن ہاور کو گورنر جنرل پاکستان کا پیغام

کراچی ۵ر جولائی۔ پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمدؐ نے امریکہ کے قومی دن پر اپنی اور پاکستان کے لوگوں کی جانب سے امریکہ کے صدر اور لوگوں کو ایک پیغام تہنیت بھیجا ہے۔ امریکہ کی پُرامن اور صلح کُن روش کو سراہتے ہوئے گورنر جنرل پاکستان نے امریکی حکومت اور وہاں کے لوگوں کے لئے خوشی اور صدر کی درازیٔ عمر کے لئے دعا بھی کی ہے۔

البانیہ اور یونان کے تعلقات

لندن ۵ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ البانیہ نے یونان کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ حکومتِ البانیہ نے م
اقوام کے سکرٹری جنرل کو تار بھیجا ہے جس میں ان سے یہ کہا گیا ہے کہ وہ حکومتِ البانیہ کا یہ تار یونان کی حکومت کو بھیج دیں۔

بقیہ لیڈر

(صفحہ ۲ سے آگے)

انصاری صاحب کے بعد مجھے تقریر کی اجازت دی جائے۔ لیکن اس کے بعد دوسرا خیال میرے ذہن میں یہ آیا۔ کہ اگر میں اس وقت علیحدہ ہو جاؤں۔ تو صرف اپنا ہی دامن اس فتنے سے بچا لے جاؤں گا۔ اسلام اور مسلمانوں کو جس خطرے میں یہ لوگ مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو رد کنا اس طریقے سے ممکن نہ ہو گا۔ اس بنا پر میں نے کنونیشن سے علیحدگی کا ارادہ ترک کر دیا۔" مولانا مودودی جیسے ذمہ دار آدمی کی طرف سے یہ بڑا سنگین الزام ہے۔ کہ تحریک خود غرضی پر مبنی تھی۔ سوال ختم نبوت کا نہیں تھا۔ بلکہ نام اور سہرے کا تھا۔ اور تحریک کے لیڈر "اپنی اغراض کے لئے مسلمانوں کی جان و مال کو جوئے کے داؤں پر لگا رہے تھے اور" اپنی ذاتی اغراض کے لئے خدا اور رسول کے نام سے کھیل رہے" اور" مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کر رہے تھے۔" یہ بڑی سخت زبان ہے۔ اور بڑے سخت الزامات ہیں۔ اگر ان میں ایک فی صدی بھی صداقت ہے۔ تو "خدا اور رسول کے نام سے اپنی ذاتی اغراض کے لئے کھیلنے والے" اور" مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کرنے والے" شدید سزا کے مستحق ہیں۔ مگر مولانا مودودی سے بھی بجا طور پر دو سوال کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) کیا یہ راز آپ پر آج فاش ہوتے ہیں؟ اگر آپ پر یہ خود غرضی شروع سے ہی روشن تھی۔ تو جب" مسلمانوں کے سروں کو" آپ کے قول کے مطابق "شطرنج کے مہروں کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔ اس وقت آپ نے قوم کو کیوں خبردار نہ کیا۔ کہ اس سے دھوکا کیا جا رہا ہے؟ ۵ر مارچ کو گورنمنٹ ہاؤس کے اس جلسہ میں جو امن کی اپیل کے لئے بلایا گیا تھا۔ آپ کا رویہ آپ کے اس بیان کے بالکل برعکس تھا۔ اور" مسلمانوں کے سروں کو بچانے کے لئے" امن کی اپیل پر دستخط کرنے سے آپ نے صاف انکار کر دیا تھا۔ امن کے لئے اس اجلاس کی ناکامی کی ذمہ داری اگر کسی فردِ واحد پر عائد کی جا سکتی ہے تو وہ آپ ہیں۔ آخر اس وقت گورنر پنجاب وزیر اعلیٰ پنجاب، اور لاہور کے ذمہ دار اکابر و عمائد کے جلسہ میں آپ نے اس راز کو کیوں فاش نہ کیا۔ کہ سوال تحفظ ختم نبوت کا نہیں۔ بلکہ نام اور سہرے کا ہے۔ اور خود غرض لوگ اپنی ذاتی اغراض کے لئے خدا اور رسول کے نام سے کھیل رہے ہیں اور مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کے طور پر استعمال کر رہے ہیں؟ آج ۲۷/۲۸ ماہ بعد اس انکشاف سے تو ایک عام آدمی اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ آپ کے سامنے بھی سوال تحفظ ختم نبوت کا نہیں" نام اور سہرے" کا تھا اور آپ اپنی اغراض کے لئے خدا اور رسول کے نام سے کھیل رہے تھے اور آپ نے بھی مسلمانوں کے جان و مال کو اپنی اغراض کے لئے جوئے کے داؤں پر لگا دیا۔

(ب) دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ آپ جو پوری ملّت اسلامیہ کی انقلابی قیادت کے دعویدار اور امارت کے مدعی ہیں۔ کیا آپ ایسے ہی ڈھلمل یقین آدمی ہیں۔ کہ خود اپنے قول کے مطابق آپ یہ رائے قائم کرتے ہیں۔ کہ" .... میں نے فوراً یہ رائے قائم کی۔ کہ مجھے اٹھ کر ابھی کنونیشن سے علیحدگی کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے ......" لیکن چند ہی منٹ بعد خود آپ کے اپنے بیان کے مطابق" اس کے بعد دوسرا خیال میرے ذہن میں آیا ...." اور آپ نے اپنی رائے بدل دی۔ اور آپ کنونیشن سے چمٹے رہے۔ اور اب پورے سوا دو سال بعد آپ کو یہ خیال آیا۔ کہ آپ کو مسلمانوں کو اس خطرہ سے خبردار کرنا چاہیئے۔ خود ہی فرمایئے۔ کہ ایسے ڈھلمل یقین اور متذبذب کیریکٹر کے لیڈر کے متعلق اس امر کی کیا ضمانت ہے۔ کہ وہ آئندہ کسی ایسے ہی کرائسس کے وقت قوم کی کشتی کو عین منجدھار میں نہ جا ڈبوئے گا (نوائے وقت لاہور ۶ر جولائی ۱۹۵۵ء)

جنیوا کانفرنس میں سر ونسٹن چرچل کو بھی مدعو کیا جائے

لندن ۵ر جولائی۔ مشہور برطانوی اخبار "ایوننگ سٹار" نے تجویز پیش کی ہے۔ کہ جینوا میں چار بڑوں کی کانفرنس میں برطانیہ کے سابق وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل کو بھی مدعو کیا جائے۔ "ایوننگ سٹار" نے لکھا ہے۔ کہ سر ونسٹن چرچل برطانیہ کے سب سے بڑے سیاستدان ہیں۔ اور دنیا کے مسائل کے متعلق ان کی رائے نسبتاً" بہت مستند ہوگی۔ کیونکہ انہیں اس کے متعلق وسیع معلومات اور تجربہ حاصل ہے۔ اخبار نے لکھا ہے۔ کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران تین بڑوں کی جو تاریخی ملاقات ہوئی تھی۔ اس کے حصہ لینے والوں میں سے صرف سر ونسٹن زندہ ہیں۔ ان کے وسیع تجربہ اور دنیا کے مسائل میں ان کی دلچسپی سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ایوننگ سٹار نے مزید لکھا ہے کہ سر ونسٹن چرچل روسی ہتھکنڈوں سے پوری طرح واقف ہیں۔ مغربی طاقتوں کو ان کی خدمات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

عدلیہ کو سیاست سے پاک ہونا چاہیے

لاہور ۵ جولائی - ڈاکٹر ... خان صاحب نے ایک بیان میں کہا کہ دستور یہ اس وقت وحدت مغربی پاکستان پر غور کرے گی جب اس کے باقی ماندہ آٹھ ارکان بھی منتخب کر لئے جائیں گے انہوں نے کہا کہ ساتھ ساتھ عدلیہ کو کسی سیاسی آلودگی سے پاک ہونا چاہیے - قانون کا اصل مقصد انصاف ہے اور ایک ریاست کی بنیاد انصاف پر ہی ہونی چاہیے -

سیکارنو بغداد کا دورہ کریں گے

بغداد ۵ جولائی - عراقی حکومت نے ایک اعلان میں بتایا ہے کہ انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر سیکارنو نے اس ماہ کے آخر میں عراق کے دورہ کرنے کی دعوت منظور کر لی ہے ۔

معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر سیکارنو ۱۸ جولائی کو بغداد پہنچ رہے ہیں ۔

درخواست دُعاء

میرے والد ملک امام الدین صاحب ولد گلاب دین صاحب بہار کالونی کراچی دمہ کے عارضہ سے ایک عرصہ سے بیمار ہیں - اب کچھ دنوں سے بیماری نے شدت اختیار کر لی ہے اور بہت تکلیف ہے - احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں (ملک محمد الٰہی از کراچی)

ضروری اعلان

ماہ جون کے بل ایجنٹ حضرات کی خدمت میں ارسال کئے جا چکے ہیں - تمام بلوں کی رقم ۱۰ جولائی ۵۵ء تک روزنامہ الفضل ربوہ میں پہنچ جانی چاہیئے !

(مینیجر) روزنامہ الفضل